عبدالرؤف طاہر
ایڈیٹر ''اردو نیوز'' جدہ

قادیانیت کا احراری تعاقب

مجلس احرار اسلام برصغیر کی سیاسی تحریکوں میں کبھی ایک بڑا نام تھا۔ جس نے بطورِ خاص پنجاب جیسے صوبے میں انگریز استعمار کا رعب و دبدبہ ختم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ انگریز سے آزادی اور قادیانیت کا تعاقب اس کے دو بنیادی اہداف تھے۔ اس کے قائد سید عطاء اللہ شاہ بخاری برصغیر میں اردو کے سب سے بڑے عوامی خطیب تھے۔ شاہ جی نے اپنی عمر عزیز کے اکہتر میں سے اکتالیس سال ریل اور جیل کی نذر کر دیئے۔ ان کے اپنے الفاظ میں: ''میرے لیے جیل خانہ صرف نقل مکانی ہے۔ اپنے گرد وپیش باغ و بہار فراہم کر لیتا ہوں اور قیدیوں گزر جاتی ہے جیسے صحراؤں سے بادل۔''

انگریز کے خلاف تحریک آزادی کے دوران احرار کا طوطی بھی خوب بولتا تھا۔ آغا شورش کے الفاظ میں:

> ''چودھری افضل حق، مظہر علی اظہر اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی جیسے لوگ شاہ جی کے دست و بازو تھے پھر وہ سبو ٹوٹ گیا، صہبا چھلک گئی، میکدہ اجڑ گیا، آبخورے میں تلچھٹ باقی رہ گئی ......اور جماعت احرار سیاسیات میں شاہ جی کی ''مساعی شکست انجام'' کا ثمرہ بن گئی۔''

شاہ جی اور ان کی احرار اس انجام سے دوچار کیوں ہوئے۔ برصغیر کے بے مثال خطیب اور ان کے رفقاء نے انگریز سے آزادی کے لیے بلاشبہ قابل قدر جدوجہد کی۔ اس میں جرأت واستقامت اور ایثار وقربانی کی شاندر مثالیں بھی قائم کیں۔ لیکن وہ مسلمانانِ برصغیر کے ''مطالبۂ پاکستان'' کی تائید کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔ شاہ جی کے شاگرد اور احرار کے بے مثال خطیب آغا شورش کاشمیری کے تجزیے کے مطابق:

> ''تحریک پاکستان بے شک مسلمانوں کی معنوی طاقت کا اظہار اور اس کے سیاسی نصب العین کا نام تھا لیکن ہندوؤں کا طرزِ عمل اس تحریک کی عصبیتوں کو مضبوط کرتا رہا۔ پاکستان کے مطالبے نے کانگریس پر ہندو جماعت ہونے کی چھاپ لگا دی، نیشنلسٹ مسلمانوں کو متروکاتِ سخن بنا دیا۔ جمعیت علماء اسلام، خاکسار یہ سب لیگ کے جلال کی تاب نہ لا کر ماند پڑ گئے۔ قائدِ اعظم نے مسلمان عوام کی عصبیت کو اتنا مضبوط کر دیا کہ ان کے سامنے ابوالکلام کا تبحر، حسین احمد کا تقویٰ، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خطابت اور علامہ مشرقی کی عسکریت کا ٹھہرنا ناممکن ہو گیا اور ان سب کے چراغ بجھ گئے۔ پاکستان کے مطالبے میں اتنا سحر تھا کہ قربانی وایثار اور جرأت واستقامت کا جادو بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔ قائد اعظم نے ان سب کو ہرا دیا۔''

شاہ جی کی مجلس احرار اسلام کا چراغ اب بھی ان کے عقیدت مندوں نے روشن کر رکھا ہے۔ ان میں سید کفیل بخاری بھی ہیں۔ انہیں اپنے جلیل القدر نانا کی گود میں کھیلنے کا ''اعزاز'' بھی حاصل ہے۔ وہ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ہیں اور ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے مدیر بھی۔ مجلس احرار اسلام کو اب معروف معنوں میں پاکستان کی

سیاست سے کوئی علاقہ نہیں۔تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت کا تعاقب ہی اس کا اوڑنا بچھونا ہے۔کفیل بخاری گزشتہ دنوں عمرہ پر آئے تو جدہ میں ان سے ملاقات رہی۔وہ پاکستان کے نظریاتی تشخص اور قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے حوالے سے سخت تشویش سے دوچار نظر آئے۔ان کا کہنا تھا:

’’بیرونِ ملک پاکستانیوں کے لیے شناختی کارڈ بنوانے کا درخواست فارم اس عبارت سے خالی کر دیا گیا ہے جو درخواست گزار کو حلفاً یہ بیان دینے کا پابند بناتی تھی کہ وہ ختم نبوت کے عقیدے پر یقین رکھتا ہے، حضور سید المرسلین ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہے، آپ ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو جھوٹا اور کافر سمجھتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔‘‘

اس حلفیہ عبارت کا حذف و خاتمہ قادیانیوں کے لیے سفر حجاز، حج و عمرہ اور ارض مقدس حرمین شریفین میں داخلے کو آسان تر بنا دیتا ہے۔یہ ایک موثر قانونی اور اخلاقی رکاوٹ تھی۔نبی کریم ﷺ کے فرمان اور واضح و اٹل شرعی احکام کی رو سے حدود حرم میں کوئی غیر مسلم داخل نہیں ہوسکتا۔چہ جائیکہ قادیانیوں جیسے مرتد اور خوفناک سازشی ٹولے کو اس کی چھوٹ مل جائے۔کچھ ہی عرصہ پہلے نئے پاکستانی پاسپورٹ میں سے مذہب کے اندراج کا خانہ حذف کیا گیا' جسے بڑھتے ہوئے دینی احتجاج اور عوامی گرفت کے پیش نظر بظاہر واپس لے لیا گیا۔اس اقدام کی روح بھی یہی منصوبہ تھا جسے اب شناختی کارڈ کے درخواست فارم میں سے حلفیہ عبارت اڑا کر پورا کیا جا رہا ہے۔

کفیل بخاری نے امریکی محکمہ خارجہ کی ایک حالیہ رپورٹ کا حوالہ دیا۔جس میں کہا گیا ہے کہ تحفظ ناموسِ رسالت اور حدود قوانین کے سلسلے میں حکومتِ پاکستان پر مزید کارکردگی کے لیے دباؤ ڈالنا ضروری ہے۔

میڈیا کی بات ہوئی تو احرار رہنما نے قادیانی چینل MTV کا حوالہ دیا جس پر مرزا طاہر کی سوال جواب کی نشستیں بھی دکھائی جاتی ہیں۔کفیل بخاری کے بقول قادیانیوں کی ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ ان میں حسن عودہ نامی فلسطینی نوجوان کو مرزا کے سیکرٹری اور عربی ترجمان کے طور پر دکھایا جاتا ہے۔حالانکہ اللہ نے اس نوجوان کو توبہ کی توفیق اور ہدایت دے دی تھی۔

انہوں نے ایک اور اہم مسئلے کا بھی ذکر کیا۔جماعت احمدیہ نے ۱۹۴۷ء میں اس وقت کے گورنر پنجاب سر فرانسس موڈی سے چناب نگر (پرانا نام ربوہ) کی زمین کوڑیوں کے مول ’’خریدی‘‘ تھی۔گزشتہ چند سال سے بیرون ملک مقیم قادیانی ڈالر، پونڈ اور یورو کی اندھا دھند بارش سے یہاں کے گردونواح کی اراضی دھڑا دھڑ اخرید رہے ہیں۔ملکی سلامتی کے نقطۂ نظر سے بھی اور بڑھتی ہوئی معاشی طبقاتی خلیج کے خوفناک نتائج سے بچنے کے لیے بھی ضروری ہے کہ اراضی کی غیر ضروری طور پر قیمتیں بڑھانے اور چکانے والوں کا محاسبہ کیا جائے۔

حال ہی میں ’’فرقہ واریت اور مذہبی تشدد کا سبب بننے والی‘‘ تقریباً نوے کتابوں پر پابندی کا اعلان کیا گیا۔حیران کن بات یہ ہے کہ اس فہرست میں عقیدۂ ختم نبوت کی تشریح اور حفاظت کے لیے لکھی گئی بعض کتب بھی شامل ہیں۔کیا قادیانیوں کے کفر و دجل اور تلبیس کی وضاحت اور مذمت کرنا فرقہ واریت ہے؟

مجلس احرار اسلام کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ مجلس مختلف دینی مراکز اور مدارس چلا رہی ہے ۔حالیہ برسوں میں ’’محاضرات ختم نبوت‘‘ کے عنوان سے ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے‘ جس کا مقصد ملک کے پڑھے لکھے طبقے پر قادیانیت کی حقیقت واضح کرنا ہے ۔ابھی یہ شارٹ کورسز لاہور، ملتان اور چیچہ وطنی میں منعقد کیے جا رہے ہیں جبکہ ان کا دائرہ ملک کے سبھی اہم شہروں تک پھیلایا جائے گا۔ کراچی اور پشاور میں محاضرات ختم نبوت کا آغاز بہت جلد ہو رہا ہے۔

برصغیر میں تحفظ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت میں احرار کا کردار تاریخی اور کلیدی رہا ہے ۔۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریکیں اس کا ثبوت ہیں ۔قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد محاسبۂ قادیانیت کا نیا دور شروع ہوا۔ ’’ربوہ‘‘ کی خود مختار ’’ریاست‘‘ میں پہلی دراڑ ۲۸ر فروری ۱۹۷۶ء کو اس وقت پڑی جب وہاں مسلمانوں کے پہلے دینی مرکز ’’مسجد احرار‘‘ کا افتتاح ہوا۔

چناب نگر کے گردونواح کی پسماندہ بستیوں کے مسلمان بچوں کی تعلیم اور غریب عوام کے علاج معالجے کے لیے مجلس احرار سہولتوں کی فراہمی کے لیے کوشاں رہے ۔اس کے زیر اہتمام میٹرک تک مفت تعلیم ،قرآن کریم کی حفظ و ناظرہ تعلیم اور درسِ نظامی جیسے مختلف شعبے جاری ہیں ۔وقتاً فوقتاً میڈیکل کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں ۔اب ایک بڑے ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ زیرِ عمل ہے ۔وفاق المدارس کے زیر اہتمام ملک بھر میں تیس کے قریب دینی مدارس قائم ہیں ۔ان کے علاوہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے نام سے شعبۂ تبلیغ بھی مصروف عمل ہے۔

عالم عرب کی بات ہوئی تو انہوں نے یہاں قادیانیت کی حقیقت بے نقاب کرنے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی مساعی کا خصوصی ذکر کیا۔ یہاں یہ اس نوعیت کی پہلی کاوش تھی ۔اس موضوع پر حضرت علی میاں کی کتاب عربی اور اردو دونوں زبانوں میں ہے ۔بعد والوں میں علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی تھے ۔مکہ مکرمہ میں سال ہا سال سے مقیم پاکستانی علماء الشیخ محمد خیر محمد مکی اور الشیخ عبدالحفیظ مکی محاسبہ قادیانیت کو ایمان کا لازمی تقاضا سمجھتے ہیں اور اس کے لیے مقدور بھر کوشش کرتے رہتے ہیں ۔سعودی ائمہ و مشائخ نے بھی اس ضمن میں ہمیشہ دوٹوک مؤقف کا اظہار کیا ہے۔

(مطبوعہ: روزنامہ ’’پاکستان‘‘ ملتان ۔۲۲ر دسمبر ۲۰۰۶ء/ ہفت روزہ ’’اردو میگزین‘‘ جدہ ۔۱۵ر دسمبر ۲۰۰۶ء)